خلفائے راشدین کی باہمی اُلفت ومحبت

مفتی غلام قادر

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے خلفائے راشدینؓ باہم محبت، الفت اور یگانگت کے اوصاف سے مزین تھے۔ ہمارے اس دعوے کے اصل دلائل قرآن مجید کی آیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صفاتِ حمیدہ کا بیان فرمایا ہے کہ ان میں اخوت وبرادری قائم ہے۔ ان میں غم خواری ومحبت کا رشتہ موجود ہے۔ ان کے قلوب میں نرمی والفت پیدا کردی گئی ہے۔ یہ باہمی ولایت ودوستی جیسے خصائل سے متصف ہیں۔ آپس میں رحم دلی اور مہربانی کی شان ان میں ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ یہ حضرات رافت وشفقت کے زیور سے آراستہ ہیں۔ غم خواری وغمگساری کے خوگر ہیں، پاس داری ان کا طریقہ کار ہے۔ حق شناسی وقدر دانی ان کا شعار ہے، خوش روئی اور خوش خلقی ان کا کام ہے۔ صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدینؓ کی باہمی مودت ومحبت پر حسب ذیل آیات دلالت کرتی ہیں:

(۱)......ھوالذی ایدک بنصرہ وبالمومنین o والّف بین قلوبھم

وہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے آپ (ﷺ) کو اپنی مدد اور مسلمانوں کی تائید سے قوت دی اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دی۔

(۲)......ان الّذین امنوا وھاجروا وجٰھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللّٰہ والذین اٰوَوا ونصروا اولٰئک بعضھم اولیآء بعض

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنھوں نے (مہاجرین) کو جگہ دی اور ان کی مدد کی، یہی لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور رفیق ہیں۔

(۳)......محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسول کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر رحم دل ہیں۔

قرآن مجید میں اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں۔اس جگہ صرف تین آیات کا ذکر کیا گیا ہے،ان کا مفہوم اپنی جگہ واضح ہے۔آیت نمبر تین میں حضور کی معیت میں زندگی گزارنے والے صحابہ کرامؓ کی بہت سی صفات کا ذکر کیا گیا ہے، یہاں صرف ان کے ایک وصف رحماء بینھم کا مختصر سا بیان منظور و مطلوب ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی یہ جماعت باہمی وصف رحمت کے ساتھ متصف ہے۔

اس ارحم الرحمین جل وعلا نے اپنے برگزیدہ پیغمبر علیہ السلام کو سراپا رحمت دو عالم بنا کر بھیجا ہے۔ان کے خاص شاگردوں کو،ان کے خاص خدام کو،ان کے جانثاروں کو،ان کے ساتھ ہر وقت رہنے والوں کو اس صفت رحمت،شفقت، الفت،محبت اور دوستی کے ساتھ متصف فرمایا ہے۔یہ حضرات آپس میں رحیم ہیں،باہم شفیق ہیں،ایک دوسرے کے دوست اور محبّ ہیں۔پھر یہ صفت رحمت صرف چند ایک صحابہ کرام کے لیے نہیں بلکہ تمام صحابہ کرامؓ کے لیے ہے، بالخصوص خلفائے راشدینؓ کہ وہ مدۃ العمر اس خصوصی صفت پر قائم و دائم رہے ہیں۔

چند واقعات پیش خدمت ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ خلفائے راشدینؓ کے درمیان رحمت وشفقت،الفت ومحبت موجود تھی۔خلفائے ثلثہ سیدنا ابو بکر صدیق،سیدنا حضرت عمر فاروق،سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا خلیفہ رابع سیدنا حضرت علیؓ اور اہل بیت نبوی کے ساتھ قلبی محبت کا تعلق رہا ہے۔

خاتونِ جنت کا نکاح:......خاتون جنت سیدہ فاطمہؓ کے نکاح کے لیے سیدنا حضرت ابو بکرؓ،سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کو آمادہ کرنا۔

''جلاء العیون'' میں یہ واقعہ تفصیل سے مذکور ہے۔جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیقؓ وحضرت عمرؓ و حضرت سعدؓ بن معاذ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے۔خاتون جنت سیدہ حضرت فاطمہؓ کی شادی و نکاح کے متعلق بات چیت ہونے لگی۔سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ سرکار دو عالم ﷺ سے آپ کی لختِ جگر خاتونِ جنت سیدہ حضرت فاطمہؓ کی طلب گاری قریش کے شرفا نے کی ہے۔حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ فاطمہؓ کا معاملہ اس کے پروردگار کے سپرد ہے،جس کو چاہے گا اس کو تزویج کر دے گا اور سیدنا حضرت علیؓ ابن ابو طالب نے اس معاملے میں نہ خود آنحضرت ﷺ سے کوئی بات کی ہے،نہ اس کے لیے حضور ﷺ سے کسی نے کہا ہے۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت سعدؓ کو کہا اٹھو! حضرت علی ابن ابو طالب کے پاس چلیں اور ان کو طلب گاری فاطمہؓ کے لیے تیار کریں۔اگر ان کو تنگ دستی مانع ہو تو ان کی مدد کریں،چنانچہ تینوں حضرات

یعنی سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت سعدؓ اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیدنا حضرت علیؓ کی خدمت میں پہنچ گئے، سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کیسے آنا ہوا؟ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ آپ نیک خصلتوں میں دوسرے لوگوں سے سبقت کیے ہوئے ہیں اور حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ آپ کا نسبی رشتہ بھی دوسروں کی بہ نسبت قریب تر ہے، ہم نشینی بھی دائمی نصیب ہے، آپ کو طلب گاری فاطمہؓ سے کون سا امر مانع ہے؟ میرا گمان ہے کہ خدا اور رسول ﷺ نے یہ رشتہ آپ کے لیے رکھا ہوا ہے۔ جب سیدنا حضرت علیؓ نے سیدنا حضرت ابوبکرؓ کی بات سنی تو کہا کہ آپ نے میرے سینے کی پوشیدہ آرزو کو برانگیختہ کر دیا ہے۔ میں اس خواست گاری کی طلب رکھتا ہوں۔ لیکن تنگ دستی کی وجہ سے میں اس چیز کے اظہار میں شرم محسوس کرتا ہوں۔

ان تینوں حضرات یعنی سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ، سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سیدنا حضرت علیؓ کو اس کام کے لیے آمادہ کیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ حضرت رسالت مآب ﷺ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس واقعے میں خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکرؓ اور امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کا خلیفہ رابع کے ساتھ خیر خواہی اور قلبی تعلق کا واضح اظہار ہوتا ہے۔

نکاح کا اہتمام:...... ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱۰ میں ایک روایت نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ میں نے جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی تو رسول ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر حکم فرمایا: جا کر اپنی زرہ بیچ ڈالیے اور جو رقم حاصل ہو وہ میرے پاس لائیے تا کہ تمھارے اور لخت جگر فاطمہؓ کے لیے جو ضرورت کی چیزیں ہوں ان کی تیاری کی جائے۔ سیدنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے زرہ اُٹھالی اور مدینہ طیبہ کے بازار میں چلا گیا۔ یہ زرہ میں نے سیدنا حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہاتھ چار سو درہم میں فروخت کر دی۔ جب میں نے یہ دام لے لیے اور سیدنا حضرت عثمان بن عفانؓ نے زرہ اپنے قبضے میں لے لی تو اس پر سیدنا حضرت عثمانؓ بولے، لیجیے! یہ زرہ میری طرف سے آپ کے لیے ہدیہ ہے۔ سیدنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے زرہ اور درہم دونوں چیزیں لے لیں اور حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ دونوں چیزیں آپ کے سامنے رکھ دیں اور سارا واقعہ حضور کی خدمت میں بیان کیا۔

حضور ﷺ نے سیدنا حضرت عثمانؓ کے حق میں دعائے خیر کے کلمات فرمائے۔ پھر سیدنا حضرت ابوبکرؓ کو بلا کر ان دراہم سے ایک مٹھی بھر کر عنایت فرمائی اور کہا کہ اس رقم سے فاطمہؓ کے لیے خانگی ضروریات کی چیزیں خرید کر کے لاؤ اور سیدنا سلمان فارسیؓ اور سیدنا حضرت بلالؓ کو سیدنا حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ روانہ کیا کہ خرید شدہ چیزوں کو اُٹھا کر لانے میں ان کی مدد کریں۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جو دراہم مجھے عنایت فرمائے وہ ۶۳ تھے، میں نے بازار جا کر ایک مصری بچھونا، چمڑے کا ایک گدا، چمڑے کا ایک بالین جو کھجور کی چھال سے پر تھا، خیبری قسم کی ایک چادر، پانی کے لیے ایک مشکیزہ، کوزے، گھڑے، وضو کے پانی کے لیے ایک برتن، صوف کا ایک باریک کپڑا، یہ جملہ سامان

خریدا۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ سامان کچھ میں نے اُٹھالیا اور کچھ حضرت سلمان فارسیؓ وحضرت بلالؓ نے اُٹھالیا اور سب لاکر حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔

مندرجہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کے جہیز کے لیے جو سامان خریدا گیا تھا اس کی قیمت سیدنا حضرت عثمان بن عفانؓ نے سیدنا حضرت علیؓ کو بطور ہدیہ وتحفہ پیش کی تھی۔ اس ایثار و ہمدردی کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے سیدنا حضرت عثمانؓ کو دعادی اور ان کے حق میں برکت کے کلمات فرمائے۔

اس رقم سے شادی کے تمام اخراجات پورے ہوئے۔ سیدنا حضرت عثمانؓ اور سیدنا حضرت علیؓ کے مابین الفت ومحبت کا یہ زبردست ثبوت ہے۔ جہاں باہم کدورت ونفرت ہو وہاں ایسی قربانی نہیں ہوسکتی۔ نیز اس روایت میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمات سامان کی خریداری کے سلسلے میں اظہر من الشمس ہیں۔ ان سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

سیدہ فاطمہؓ اور سیدنا حضرت علیؓ کے نکاح کی مجلس میں خلفائے ثلاثہؓ کی شرکت اور گواہی:...... شیعی عالم علی بن عیسٰی الاربیلی کی کتاب ''کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ'' میں ایک روایت درج ہے۔ جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ سیدنا حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا۔ نبی کریم پر وحی نازل ہوئی۔ نزولِ وحی کے بعد حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اے انس! تو جانتا ہے کہ صاحب العرش کی طرف سے جبرئیل کیا پیغام لایا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ فاطمہؓ کی علی ابن طالب کے ساتھ تزویج کردوں۔ پس جاؤ! میرے پاس ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ وطلحہؓ وزبیرؓ کو بلا کر لاؤ اور اتنی ہی تعداد میں انصار کو بھی بلالاؤ۔ سیدنا حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں چلا گیا اور ان سب حضرات کو حضور ﷺ کے پاس بلا کر لایا۔ جب یہ سارے حضرات آگئے تو آنحضرت ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اس خطبے میں حمد وثنا کی اور نکاح کی اہمیت بیان فرمائی، پھر فرمایا میں سب حاضرین مجلس کو اس چیز کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فاطمہؓ کا علی ابن طالب کے ساتھ چار سو مثقال مہر کے عوض نکاح کردیا ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ خلفائے ثلاثہ کو سیدہ فاطمہؓ اور سیدنا حضرت علیؓ کے نکاح کی مجلس میں مدعو کر کے شامل کیا گیا۔ یہ حضرات ثلاثہ بمع دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین اس بابرکت نکاح کے گواہ اور شاہد قرار دیے گئے۔ یہ دونوں چیزیں باہمی ارتباط واتفاق اور اتحاد کی درخشندہ نشانیاں ہیں۔ جن لوگوں کے ساتھ کشیدگی ورنجیدگی اور عداوت ہو ان کو اپنی خصوصی تقریبات میں شامل رکھنا ہرگز گوارہ نہیں ہوا کرتا۔

حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کے انتظامات اور حضرت عائشہؓ اور اُم سلمہؓ کی قابل قدر کوششیں:...... حدیث کی کتاب ابن ماجہ میں ایک روایت ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ واُم المؤمنین اُم سلمہؓ نے ذکر کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کی تم تیاری کرو، تو ہم نے وادی بطحا سے مٹی منگوا کر رخصتی کے مکان کو لیپا پوتا پھر اپنے ہاتھوں سے کھجور کی چھال تیار کر کے دو گدے تیار کیے۔ پھر کھجور اور منقع سے خوراک تیار کی اور میٹھا پانی پینے کے لیے مہیا

کیا اور پھر اس مکان میں ایک لکڑی گاڑ دی تاکہ اس پر کپڑے اور مشکیزہ لٹکایا جا سکے۔ اُمہات المؤمنین حضرت عائشہؓ واُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی شادی سے بہتر ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ ایک تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ واُم سلمہؓ کو ہی یہ انتظامات مکمل کرنے کا فرمان دیا تھا اور دوسرے یہ کہ اس رخصتی کے متعلقہ انتظامات حضرت عائشہؓ وحضرت اُم سلمہؓ کے ہاتھوں ہی مکمل ہوئے۔

ان تمام واقعات وحالات پر نظر ڈالنے سے واضح ہو رہا ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ اور سیدہ حضرت فاطمہؓ کے درمیان ابتدا ہی سے خوش گوار روابط اور تعلقات قائم تھے۔ ان کے مابین الفت وشفقت ہر مرحلے پر ثابت رہی اور ان کی آپس میں پیوستگی وہم دردی ہر مقام پر موجود رہی۔ ان پاک دامن طینت بیبیوں کے درمیان کسی قسم کی عداوت وکشیدگی نہ تھی۔ ان کی باہمی انتشار وافتراق کی داستانیں بالکل بے اصل اور دروغ گوئی پر مبنی ہیں۔

خاتون جنت سیدہ فاطمہؓ کی تعریف اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کی زبانی:...... مستدرک حاکم اور الاستیعاب لابن عبدالبر میں ایک روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ ذکر کرتی ہیں کہ کلام وگفتگو کرنے میں نبی ﷺ کے ساتھ سیدہ فاطمہؓ سے زیادہ مشابہ میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کو بوسہ دیتے اور مرحبا کہتے۔ اسی طرح حضرت فاطمہؓ بھی نبی علیہ السلام کے ساتھ ان ہی آداب سے پیش آتی تھیں۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ نے خاتون جنت کی برملا تعریف کی ہے۔

حضرت علیؓ کا بیان:...... خلفائے ثلاثہ کے ساتھ خلیفۂ رابع حضرت علی المرتضیٰؓ کے ارتباط واتفاق کے ثبوت کے لیے اہم روایت کنز العمال کتاب الفتن میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کا مفصل ارشاد ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب سرور دو عالم ﷺ کا وصال ہو گیا تو مسلمانوں نے خلافت کے معاملے میں غور وفکر کیا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے امر دین یعنی نماز کے مسئلے میں ابوبکر صدیقؓ کو والی بنایا ہے تو دنیاوی معاملات میں بھی صدیق اکبرؓ کو والی مقرر کرنا چاہیے۔ پس مسلمانوں نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی تو میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ان کی بیعت کی۔ پس جب وہ جہاد کے لیے مجھے کہتے تو میں جہاد میں شریک ہوتا، جب وہ مجھے عطایا وہدایا دیتے تو میں قبول کرتا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آخری وقت میں حضرت عمر فاروقؓ کے حق میں اشارہ کیا اور اس معاملے میں انھوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پس مسلمانوں نے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سے بیعت کی، میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حضرت عمرؓ کی بیعت کی۔ جب وہ غزوات میں مجھے طلب کرتے تو میں ان کا شریک کار رہتا اور جب وہ عطیات وغنائم وغیرہ مجھے عنایت فرماتے تو میں ان کو قبول کرتا۔

پھر حضرت عمر فاروقؓ کی چھ آدمیوں کی منتخب کمیٹی میں مَیں بھی تھا۔ اس صورت میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے

سیدنا عثمان بن عفانؓ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی اس وقت میں اپنے دل میں غور کرنے لگا۔ میں نے یہ فکر کیا کہ میرا عہد میری بیعت سے سبقت کر چکا ہے۔ میں نے بھی حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔ جب وہ مجھے جنگی ضرورتوں میں طلب کرتے تو میں غزوات میں شریک ہوتا اور جب وہ مجھے غنائم وعطیات دیتے تو میں ان کو وصول کرتا تھا۔

مندرجہ بالا روایت کے نتائج:

(۱)......سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے خلافت کے مسئلے میں جو انتخاب ہوا تھا اس معاملے میں سیدنا حضرت علیؓ موجود تھے اور اس صدیقی تجویز پر راضی تھے۔

(۲)......جس طرح تمام مسلمانوں نے بہ خوشی وبہ رضا سیدنا حضرت عمرؓ سے بیعت کی تھی اسی طرح سیدنا حضرت علیؓ نے بھی سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ سے بہ خوشی بیعت کی تھی۔

(۳)......خلافت فاروقی کے جنگی معاملات میں سیدنا حضرت علیؓ شریک کار رہتے تھے اور مال غنیمت وغیرہ کی آمدنی سے اپنا حصہ لیتے تھے۔

(۴)......روایت سے ثابت ہو رہا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے نزدیک نہایت معتمد علیہ اور لائق خلافت بزرگ تھے، اس بنا پر چھ افراد کی مجوزہ کمیٹی میں ان کو نمبر اول پر لے لیا گیا۔

(۵)......سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ، سیدنا حضرت عثمان کی خلافت پر غور وفکر کرنے کے بعد رضامند ہوئے تھے اور بیعت لی تھی۔ عہد عثمانی میں جنگی معاملات میں شریک رہتے تھے اور مال غنیمت وغیرہ کی آمدنی سے اپنا حصہ لیتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ:......علامہ ابن جوزیؒ کی کتاب تاریخ عمرؓ بن خطاب میں ہے۔ نزال کہتا ہے کہ ایک روز ہم سیدنا حضرت علیؓ سے ملے، حضرت علیؓ اس وقت خوشی اور مسرت کی حالت میں تھے۔ ہم نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! سیدنا عمرؓ بن خطاب کے متعلق کچھ حال بیان فرمائیے۔ انھوں نے فرمایا:

سیدنا عمرؓ بن خطاب وہ بزرگ تھے جن کا نام اللہ تعالیٰ نے فاروق (حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والا) رکھا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اے اللہ! عمرؓ کے ذریعے اسلام کو غلبہ اور عزت عطا فرما۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سیدنا حضرت فاروق اعظم کو رجلِ مبارک، نجیب امت، القوی الامین، امام ہدایت، راشد ومرشد کے القاب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کی اولاد میں خلفائے ثلاثہ کے مبارک ناموں کی ترویج:......یہ ایک فطری امر ہے کہ آدمی اپنی اولاد کے نام تجویز کرتے وقت پوری احتیاط سے کام لیتا ہے۔ اپنے بیٹے، بیٹیوں کے نام اسی نوعیت کے رکھتا ہے کہ وہ اس زندگی میں باعث عزت وافتخار بنے۔ نام تجویز کرنے سے اس کے ذہن وقلب اور فطری لگاؤ کا پتا لگتا ہے۔ اس ضمن میں بالعموم قابل احترام معزز اور معروف ایسی ہستیوں کے ناموں کو ترجیح دی جاتی ہے جن کے ساتھ اسے اُنس ومحبت ہو اور انھیں

مبارک وعظیم سمجھا جاتا ہو۔ جن لوگوں کے بارے میں دل کے اندر کسی قسم کی کدورت پائی جاتی ہو یا ان سے نفرت ہو ان کے اسما کو اپنی اولاد میں پسند نہیں کیا جاتا۔

اس نفسیاتی اصول اور قلبی لگاؤ کے آئینے میں جب ہم سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کو دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ آپ کی اولاد میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت عثمانؓ کے مبارک نام ملتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ خلفائے ثلاثہ کے بارے میں دل کے کسی کونے میں عداوت یا بغض نہیں رکھتے تھے بلکہ انھیں معزز ومحترم اور بزرگ ہستیاں سمجھتے تھے۔ تبھی تو آپ نے اپنی اولاد میں ان اسما کو رواج دیا۔

اس مقالے میں چند نصوص اور روایات وواقعات کا ذکر ہوا ہے۔ جس سے عنوان مقالہ پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ نصوص و روایات اور واقعات مشتے از خروارے کا نمونہ ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سرکار دو عالم ﷺ کے ازواجِ مطہرات، اہل بیت اور صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مودت اور متابعت نصیب فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

نصیحت کا انداز

دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو پہلے درجے کی عقل وفہم نہیں رکھتے۔ ان کے سامنے حقائق کے ساتھ کوئی مثال، کوئی حکایت، اچھا کلام، یا کوئی اچھا شعر پیش کیا جائے، جس سے ان کی طبیعت متاثر ہوتو وہ بات کو سمجھ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے الموعظة الحسنة کا طریقہ کارآمد ہوتا ہے۔ إن من البیان لسحرا۔ ''اچھا بیان جادو اثر ہوتا ہے۔'' اچھے اشعار بھی بعض اوقات بڑے موثر ثابت ہوتے ہیں۔ ماضی قریب میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کو اپنی تحریر وتقریر میں کمال حاصل تھا۔ آپ کوئی چیز پیش کرنے کے بعد اس کے مناسب حال شعر نقل کرتے تو ساری بات ذہن میں اتر جاتی۔

اسی طرح مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے کمال ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ اپنے مواعظ وتقاریر میں ایسے برمحل اشعار پیش کرتے تھے کہ ایک اَن پڑھ آدمی بھی لطف اندوز ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ گویا عمدہ الفاظ اور اعلیٰ بیان کے ذریعے کسی چیز کو پیش کرنا موعظہ حسنہ یا اچھی نصیحت کہلاتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ کسی بھی موضوع پر خاطر خواہ تیاری کے بغیر نہ بولیں۔ اسی طرح اپنے وعظ میں طعن وتشنیع اور دوسروں کو سخت سست کہنے سے احتراز کریں۔ ''الفتح الربانی'' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ہفتہ وار مواعظ ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے کمال درجے کا اثر رکھا ہے۔ عربی زبان میں یہ نصائح دل میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ عمدہ طریقے اور نرمی سے نصیحت کی مثال خود قرآن نے بیان کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس جاکر تبلیغ کا حکم دیا تو ساتھ فرمایا ﴿فقولا لہ قولا لینا﴾ اس سے نرم لہجے میں بات کرنا تاکہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے۔

☆......☆......☆